رسائل و مسائل

اسلامی ریاست میں شاتمِ رسولؐ ذمّی کی پوزیشن

سوال:۔ راقم الحروف نے پچھلے دنوں آپ کی تصنیف "الجہاد فی الاسلام" کا مطالعہ کیا۔ "اسلام کا قانونِ صلح و جنگ" کے باب میں صفحہ ۲۷۱ ضمن (۶) میں آپنے تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"ذمی خواہ کیسے ہی جرم کا ارتکاب کرے اس کا ذمّہ نہیں ٹوٹتا۔ حتیٰ کہ جزیہ بند کر دینا، مسلمان کو قتل کرنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا یا کسی مسلمان عورت کی آبرو ریزی کرنا، اس کے حق میں ناقضِ ذمّہ نہیں ہے۔ البتہ صرف دو صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں عقدِ ذمّہ باقی نہیں رہتا: ایک یہ کہ وہ دارالاسلام سے نکلے اور دشمنوں سے جا ملے، دوسرے یہ کہ حکومتِ اسلامیہ کے خلاف علانیہ بغاوت کر کے فتنہ و فساد برپا کرے۔"

فدوی کو اس امر سے اختلاف ہے اور میں اسے قرآن و سنت کے مطابق نہیں سمجھتا۔ میری تحقیق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا اور دوسرے امور جن کا آپنے ذکر فرمایا ہے ان سے ذمی کا عقدِ ذمّہ ٹوٹ جاتا ہے۔ آپنے اپنی رائے کی تائید میں فتح القدیر جلد ۴ اور بدائع صفحہ ۱۱۳ کا حوالہ دیا ہے

لیکن دوسری طرف علامہ ابن تیمیہ نے "الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول" کے نام سے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ زاد المعاد، تاریخ الخلفاء، عون المعبود، نیل الاوطار جیسی کتابوں میں علمائے سلف کے دلائل آپ کی رائے کے خلاف ہیں۔ یہاں ایک حدیث کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں: عن علیؓ ان یھودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فبطل النبی صلی اللہ علیہ وسلم دمھا۔ حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی صلعم کے خلاف بدزبانی کرتی تھی اور آپ پر باتیں چھانٹتی رہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا، یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ نبی صلعم نے اس کے خون کو رائگاں قرار دے دیا۔[1] ابوداؤد۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ: باب قتل اہل الردۃ والافساد ص ۳۰۷

ضمناً یہ بھی بیان کر دوں کہ یہاں کے ایک مقامی عالم نے اخبار اہل حدیث (سوہدرہ) میں آپ کی اس رائے کے خلاف ایک مضمون بعنوان "مولانا مودودی کی ایک غلطی" شائع کیا ہے اور اس میں متعدد احادیث اور علماء کے فتاویٰ درج کیے ہیں۔

جواب[2]:۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اس میں آپ یا دوسرے حضرات جو رائے بھی رکھتے ہوں رکھیں، اور اپنے دلائل بیان کریں۔[3] دوسری طرف بھی علماء کا ایک بڑا گروہ ہے اور اس کے پاس بھی دلائل ہیں۔ اصل اختلاف اس بات میں نہیں ہے کہ جزیہ نہ دینا، یا سبِّ نبی صلعم یا ہتکِ مسلمات قانونی جرم مستلزم سزا ہیں یا نہیں، بلکہ اس

---

[1] اس روایت کے سلسلے میں غور طلب امر یہ ہے کہ آنحضور صلعم نے کیا اس شخص کے فعل کو غیر معمولی اشتعال پر مبنی قرار دیا تھا یا فی نفسہٖ ہر شہری کا یہ حق تسلیم کیا تھا کہ وہ جسے شتم کا مرتکب دیکھے فوراً اس کا خاتمہ کر دے؟ (ن ص)

[2] واضح رہے کہ یہ سوال مولانا مودودی کے پاس ملتان جیل میں پہنچا تھا اور اس کا جواب مولانا نے کسی ملاقات میں سلطان محمود صاحب (دفتر جماعت اسلامی، ملتان) کو نوٹ کرا دیا تھا جسے بعد میں سلطان محمود صاحب نے سائل کو لکھ بھیجا تھا۔

[3] تحریروں اور گفتگوؤں میں بار بار کا دُہرایا ہوا یہ فقرہ اختلافی امور کے بارے میں مولانا مودودی کے ذہن کی پوری پوری ترجمانی کرتا ہے۔ آپ نے دوسروں کے لیے اختلاف کرنے کا حق ہمیشہ بڑی فراخ دلی سے مانا ہے اور برابر کوشش کی ہے کہ اختلافی امور میں بھی وسعتِ ظرف ہمارے مکاتبِ خیال کے درمیان پیدا ہو جائے، لیکن کچھ لوگ اختلاف پر تکفیر و تفسیق اور معرکہ آرائی کے درپے ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ چاہیے کہ لوگ ان دونوں طریقوں کو بالمقابل رکھ کر جانچیں کہ امت کی خیر و فلاح کس میں ہے۔ (ن ص)

امر میں ہے کہ یہ جرائم آیا قانون کے خلاف جرائم ہیں یا دستورِ مملکت کے خلاف۔ ایک جرم وہ ہے جو رعیت کا کوئی فرد کرے تو صرف مجرم ہوتا ہے۔ دوسرا جرم وہ ہے جس کا ارتکاب وہ کرے تو سرے سے رعیت ہونے ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ ذمی کے یہ جرائم پہلی نوعیت کے ہیں بعض دوسرے علماء کے نزدیک ان کی نوعیت دوسری قسم کے جرائم کی سی ہے۔ یہ ایک دستوری بحث ہے جس میں دونوں طرف کافی دلائل ہیں۔ اس میں کسی کے ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اہلِ حدیث میں سے جن صاحب نے مضمون لکھا ہے انہوں نے انصاف نہیں کیا کہ اسے صرف مودودی کی غلطی قرار دیا۔ یہ اگر غلطی ہے تو سلف میں بہت سے اس کے مرتکب ہیں۔ مودودی غریب کا تو صرف یہ قصور ہے کہ کسی مسئلے میں مسلکِ حنفی کی تائید کرتا ہے تو اہلِ حدیث سے گالیاں کھاتا ہے اور کسی میں اہلِ حدیث کی تائید کرتا ہے تو حنفی اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

دلچسپ مین میخ[1]

سوال :- مہربانی فرما کر نہایت صاف اور سادہ الفاظ میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں، تاکہ ان معاملات میں ہماری غلط فہمی اور لاعلمی دور ہو جائے :-

ا- جب سابق دستوریہ نے قرار دادِ مقاصد پاس کی تھی تب جماعت اسلامی نے پاکستان کو دارالاسلام تسلیم کیا تھا۔ اب جبکہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے دستوریہ کو معہ اپنی تمام قرار دادوں اور نامکمل آئین کے

---

[1] ان سوالات کو ہم نے صرف اس لیے شائع کرنا مناسب سمجھا کہ مخالفت کے نئے موسم بہار کے بارے میں ناظرین کو اندازہ ہو جائے کہ اس میں کیا کیا نئے شگوفے کھل رہے ہیں اور اس ذہن کی تصویر بھی نگاہوں سے گذر جائے جو ہر چہار طرف سے آدمی کا جائزہ بنیا ہے اور ہر پہلو سے ایک نہ ایک اعتراض نکال کے رکھ دیتا ہے۔ مخالفانہ پروپگنڈے کی نفسیات کو سمجھنے میں ایسے دلچسپ سوالنامے بڑی مدد دیتے ہیں جن میں ٹکنیک کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ الزام اس انداز سے لگا دیا جائے جیسے کہ وہ امر واقعہ ہو اور لوگوں کو ایک بار شک میں ڈال دیا جائے یا ان میں جذباتی ہیجان پیدا کر دیا جائے، پھر "ملزم" جواب دینے کے چکر میں پڑا رہے سائل کا کھیل ایک ہوائی کو آگ دکھا دینے پر ختم! (نعیم صدیقی)

ختم کر دیا ہے، موجودہ دَور میں آپ کے نزدیک پاکستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟

۲۔ آپ نے ابھی تک حج کیوں نہیں کیا؟ کیا آپ نے اس سوال کے جواب میں یہ الفاظ کہے تھے، یا آپ کا یہی نظریہ ہے: "موجودہ جدوجہد ہمارے نزدیک حج سے زیادہ اہم ہے"؟

۳۔ پہلا حج فرض ہے اور دوسرا نفل۔ وہ کون کون سے ملکی، خانگی یا مذہبی فرائض اور سنت ادا کرنے ضروری ہیں جن کے پورا کیے بغیر دوسرا حج جائز نہیں؟ جس ملک کے باشندے بھوک، افلاس اور بدحالی کی زندگی گذارتے ہیں اس ملک کے لوگوں پر دوسرا حج جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ شہیدانِ ختم نبوت کو آپ کی جماعت کے ارکان و متفقین حرام موت مرنا کہتے رہے ہیں۔ کیا یہ آپ کی جماعت کا یہی نظریہ ہے، یا ان لوگوں کا ذاتی نظریہ؟ اگر ذاتی ہے تو کیا اس مقدس تحریک میں ذاتی طور پر حصہ لینے والے لوگوں کے خلاف جماعتی کارروائی کی تھی اسی طرح ایسا کرنے والوں کے خلاف آپ کوئی جماعتی کارروائی کریں گے؟

۵۔ آپ کے سرگودھا آنے پر جو ہزاروں روپے ناجائز تصرف کیے گئے، وہ غلط نہیں؟ آپ کے آنے کی خوشی اگر لازم تھی تو آپ کے ہاتھوں سے اتنی رقم کا اناج غریبوں اور مساکین میں تقسیم کرا دیا جاتا تو بہتر نہ تھا؟

۶۔ آپ کی جماعت تعصب اور تنگ نظری پر کیوں قائم ہے؟

جواب ۔ ۱۔ یہ بات خلافِ واقعہ ہے کہ گورنر جنرل نے سابق دستور یہ کی تمام قراردادوں اور نامکمل مسودۂ آئین کو ختم کر دیا ہے۔ ایسا کوئی اعلان اب تک نہیں ہوا۔ قراردادِ مقاصد اور دوسرے سابق فیصلے اپنی جگہ پر قائم ہیں، البتہ نئی دستوریہ اس اختیار کی حامل ہے کہ کسی چیز کو جوں کا توں قائم رکھے یا اسے منسوخ کر کے اس کا کوئی بدل پیدا کر دے۔ لہٰذا آپ کا سوال بے محل ہے۔

۲۔ میں نے نہ کبھی یہ بات کہی اور نہ میں اس کا کبھی خیال کر سکتا ہوں۔ میرے حج نہ کرنے کے وجوہ مالی مشکلات بیماری، اور بار بار قید ہوتے رہنا ہیں۔ کئی سال سے ارادہ کر رہا ہوں، مگر ان وجوہ میں سے کوئی وجہ مانع ہو جاتی ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ سال حج کرنے کی توفیق بخشے۔

۳۔ آپ کا تیسرا سوال تفصیلی بحث چاہتا ہے، مختصر جواب ممکن نہیں ہے۔ میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا

کروں گا کہ ملکی افلاس کو دوسرے حج کے عدم جواز کی دلیل ٹھیرانا غلط ہے۔

۴۔ میرے علم میں کبھی یہ بات نہیں آئی کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے کسی شخص نے تحریکِ ختمِ نبوت کے سلسلے میں شہید ہونے والوں کی موت کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر کسی نے آپ کے سامنے یہ بات کہی ہے تو آپ مجھے اس کا نام بتائیں تاکہ میں اس کی تحقیق اور اس سے باز پُرس کر سکوں۔

۵۔ "ہزاروں روپے کے ناجائز تصرف" سے آپ کی مراد غالباً اس گارڈن پارٹی کے مصارف ہیں جو میری آمد کے موقع پر آپ کے شہر کے بعض اصحاب نے دی تھی۔ اگر یہی آپ کی مراد ہے تو یہ کام آپ ہی کے شہر کے کچھ لوگوں نے کیا ہے، اور غالباً آپ ان سے ناواقف نہیں ہیں۔ آپ انہی سے باز پرس کریں۔ میرا گناہ اگر کوئی ہے تو وہ صرف یہ کہ میں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ کیا آپ کا منشا یہ ہے کہ مجھے جو شخص بھی کھانے یا چائے پر مدعو کرے، میں اس کی دعوت رد کر دیا کروں؟

۶۔ یہ سوال تو نہیں ہے بلکہ ایک الزام ہے۔ پہلے آپ الزام کی وضاحت فرمائیں کہ تعصب اور تنگ نظری سے آپ کی مراد کیا ہے، پھر اس کا ثبوت دیں کہ یہ چیز جماعت اسلامی میں پائی جاتی ہے، تب کہیں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جماعت اس پر کیوں قائم ہے۔ کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ اس تکلیف فرمائی سے پہلے آپ اپنے ضمیر سے یہ سوال کر لیں کہ کہیں آپ خود تو تعصب اور تنگ نظری میں مبتلا نہیں ہیں؟ (ا۔م)